جماعتیں مشورہ کر کے بتائیں کہ انہیں کیا کیا خطرات پیش آ سکتے اور ان کا کیا علاج کیا جا سکتا ہے۔ یقین رکھیں بِالآخر تم ہی کامیاب ہو گے

(فرمودہ 13 فروری 1953ء بمقام ربوہ)

تشہّد، تعوّذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

" پچھلے ہفتہ سے مجھے کھانسی کی شکایت ہے۔ اب آواز تو کچھ صاف ہو گئی ہے لیکن کھانسی ابھی باقی ہے اور بلغم بھی آتا ہے۔ خصوصاً صبح اور شام کو بلغم زیادہ خارج ہوتی ہے۔ زیادہ تکلیف اِس وقت پاؤں کی ہے۔ یہ درد نومبر کے آخر یا دسمبر کے شروع میں ہوئی تھی۔ میں ایک کمرہ سے دوسرے کمرہ میں جا رہا تھا دہلیز سے ٹھوکر لگی اور پاؤں کو چوٹ آ گئی۔ میں نے اس کا خیال نہ کیا۔ بعد میں جلسہ سالانہ کے کاموں کی وجہ سے بھی اس طرف توجہ نہ ہوئی۔ اس کے بعد میں نے جب دیکھا تو معلوم ہوا کہ انگوٹھے کے ناخن کے نیچے زخم ہے۔ چنانچہ اس کا علاج شروع کیا گیا، ناخن کاٹا گیا تا کہ زخم ننگا ہو جائے اور مرہم پٹی کی جا سکے۔ لیکن ڈیڑھ ماہ کا عرصہ ہو گیا ابھی تک وہی حالت ہے کہ

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

زخم ابھی تک ٹھیک نہیں ہوا۔ بلکہ اب تو پاؤں میں درد کی وجہ سے رات کو نیند بھی نہیں آتی۔ اور اگر نیند آ جائے تو ہر کروٹ پر لحاف لگ جانے کی وجہ سے درد شروع ہو جاتی ہے۔ اِس طرح میں چل بھی نہیں سکتا۔ نقرس کی وجہ سے

میں نے بُوٹ ایسے بنوائے ہوئے ہیں کہ پاؤں کا پنجہ بوٹ سے باہر رہتا ہے۔ میں وہ بُوٹ پہن کر باہر نکل آتا ہوں ورنہ میرے پاؤں کے لیے بُوٹ کا بوجھ اٹھانا مشکل ہے۔

احباب کو معلوم ہے کہ احرار اور اُن کے ساتھیوں نے احمدیت کے خلاف نئے سرے سے شورش شروع کر دی ہے۔ بلکہ اسلام کے اجارہ دار ایک مولوی نے لاہور میں تقریر کرتے ہوئے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ اگر حکومت نے احمدیوں کو اقلیت قرار دینے کا جلد کوئی فیصلہ نہ کیا تو پاکستان میں احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان وہی حالات رونما ہو جائیں گے جو ہندوستان میں مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان رونما ہوئے۔ فساد پھیلانے والے مولوی چونکہ ڈرپوک بھی ہوتے ہیں اور منافق بھی اِس لیے انہوں نے یہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔ ورنہ اگر اس فقرہ کی تشریح کی جائے کہ " ہندوستان میں جو کچھ ہوا" تو یہی معنے ہوں گے کہ ہندوستان میں ہندوؤں نے جو اکثریت میں تھے مسلمانوں کو جو اقلیت میں تھے مارا۔ "پاکستان میں بھی وہی کچھ ہوگا۔" اِس کے یہی معنے ہوں گے کہ اِن مولویوں کے اتباع جو اکثریت میں ہیں احمدیوں کو جو اقلیت میں ہیں قتل کر دیں گے اور انکے گھروں کو لُوٹ لیں گے۔ اگر ان لوگوں میں جرأت مومنانہ ہوتی۔ تو یہ لوگ کہتے کہ اگر حکومت نے احمدیوں کو اقلیت قرار نہ دیا تو ہم احمدیوں کو مار دیں گے۔ مگر اِدھر تو یہ لوگ جہاد کا دعویٰ کرتے ہیں اور اُدھر اپنی ہر بات میں منافقت کا اظہار کرتے ہیں۔ حالانکہ جہاد اور منافقت کا آپس میں جوڑ ہی کیا ہے۔ اگر واقع میں ان لوگوں میں ایمان ہوتا، اگر ان لوگوں میں شرافت ہوتی، اگر ان لوگوں میں اسلام ہوتا تو یہ لوگ دلیری سے کہتے کہ ہم احمدیوں کو مار دیں گے۔ لیکن کہتے یہ ہیں کہ لوگ احمدیوں کو مار دیں گے۔ بھلا ان لوگوں سے کوئی پوچھے کہ تمہیں اس بات کا کیسے پتا لگا کہ لوگ احمدیوں کو مار دیں گے۔ صاف ظاہر ہے کہ یہ لوگ جو خواجہ ناظم الدین صاحب کے سامنے تو بیٹھے نہیں تھے۔ اِن کے اِس فقرہ کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ اے لوگو! جو ہمارا وعظ سُن رہے ہو، ہماری عزت کا خیال رکھتے ہوئے احمدیوں کو مار دینا۔

بہرحال دشمن نے وہی کچھ کرنا ہے جو اُس کے ذہن میں آئے گا۔ اسلام اور اس کے ارکان کا نام تو یہ لوگ دھوکا دینے کے لیے لیتے ہیں۔ دراصل وہ اپنے دوست شیطان کے ذکر کو بلند کرنا چاہتے ہیں۔ ہمارے ملک میں مثل مشہور ہے۔ "روندی یاراں نوں لے لے نام بھراواں دا" اسلام اور قرآن کا نام تو یہ لوگ یونہی اسے بدنام کرنے کے لیے لیتے ہیں۔ اصل میں فتنہ پرداز لوگ اولیاءُ الطاغوت

ہوتے ہیں۔ان کی غرض طاغوت کے ذکر کو بلند کرنا اور اُسکے اخلاق کو دنیا میں پھیلانا ہوتی ہے۔
میں سمجھتا ہوں کہ ہماری جماعت کو بھی ہوشیار ہو جانا چاہیے۔احرار اور ان کے ساتھیوں نے 22 فروری کا آخری نوٹس دیا ہے۔اس کے معنے یہ ہیں کہ اس کے بعد یہ لوگوں کو احمدیوں کے خلاف اُکسائیں گے خود مساجد کے حجروں میں گھس جائیں گے اور عوام کو کہیں گے کہ جاؤ اور احمدیوں کو مار دو۔ بعد میں کہیں گے دیکھا! ہم نے نہیں کہا تھا کہ اگر حکومت نے احمدیوں کو اقلیت قرار نہ دیا تو لوگ ان کو مار دیں گے۔اگر واقع میں لوگوں نے احمدیوں کو مارنا تھا تو لوگ خود اس بات کا نوٹس حکومت کو دیتے۔ ان مولویوں کو نوٹس دینے کی کیا ضرورت تھی۔ان مولویوں کو کس طرح پتا لگ گیا کہ لوگ 22 تاریخ کے بعد احمدیوں کو ماردیں گے؟ صاف ظاہر ہے کہ یہ ایک سازش ہے۔اس سازش کو چھپانے کے لیے بزدل اور کمینے لوگ دوسروں کا نام لے کر شرارت کرتے ہیں۔اگلا جمعہ اس نوٹس کے لحاظ سے آخری جمعہ ہوگا اور اگلے اتوار کو ان کا نوٹس ختم ہو جائے گا۔میری کوشش ہوگی کہ یہ خطبہ اتوار کے اخبار میں چَھپ جائے۔پس جب اور جہاں یہ خطبہ پہنچے جماعت فوراً اجلاس بلائے اور مشورہ کرے کہ ان کے لیے کیا کیا خطرات ممکن ہیں۔اوران کے کیا کیا علاج انہوں نے تجویز کرنے ہیں۔اور پھر جن جماعتوں کو خدا تعالیٰ توفیق دے اور انکے پاس اتنا روپیہ ہو کہ وہ مرکز میں آدمی بھجوا سکے وہ مرکز میں آدمی بھجوائے جو مقامی تجاویز لاکر نظارت امور عامہ سے اور نظارت دعوۃ وتبلیغ سے مشورہ کرے۔ممکن ہے بعض مشورے ایسے ہوں جن کی اطلاع حکومت تک پہنچانی مقصود ہو۔یا لٹریچر کی اشاعت مقصود ہو تو اُسکے متعلق نظارت امور عامہ اور دعوۃ وتبلیغ ہی مفید مشورے دے سکتے ہیں۔اور مقامی حالات کو لوکل جماعتیں ہی صحیح طور پر سمجھ سکتی ہیں۔اس لیے مرکز کا یہ ہدایت دینا کہ تم یوں کرو بعض اوقات فضول سی بات ہو جاتی ہے۔جماعتیں پہلے آپس میں مشورہ کریں اور اس بات پر غور کریں کہ انہیں کیا کیا خطرہ پیش آسکتا ہے۔اور پھر اس کا کیا علاج کیا جاسکتا ہے۔پھر یہ بھی دیکھا جائے کہ جن لوگوں سے خطرہ ہے اُنہیں وہاں کیا اہمیت حاصل ہے اور ان کی جرأت اور دلیری کی کیا حالت ہے۔اُن کے اندر قربانی کا جذبہ کس حد تک پایا جاتا ہے۔پھر آیا وہاں کے حکام دیانت دار ہیں اور وہ اس فتنہ کو دبانے کے لیے تیار ہیں یا نہیں۔پھر حکام اگر دیانتدار بھی ہوں اور وہ فتنہ کو دبانے پر آمادہ بھی ہوں تو بعض اوقات کچھ کمزوری باقی رہ جاتی ہے۔یا ہوسکتا ہے کہ وہ حکام فتنہ کو دبانے پر آمادہ نہ ہوں تو اس صورت میں اگر کوئی

شورش ہوئی تو کیا جماعت طاقت رکھتی ہے کہ اُس شورش کا مقابلہ کرے۔ پھر اس مقابلہ کے لیے انہوں نے کیا سکیم تیار کی ہے۔ یہ باتیں ہیں جن پر غور کرنا ضروری ہے۔

بہرحال تم یہ سمجھ لو کہ کسی احمدی نے اپنی جگہ کو نہیں چھوڑنا۔ تمہارا اپنے گاؤں یا اپنے شہر میں اچانک مرجانا یا لڑتے ہوئے مارے جانا تمہارے وہاں سے آجانے سے ہزار ہا درجہ بہتر ہے۔ اگر کسی احمدی نے اپنی جگہ چھوڑی تو ہمیں اُس سے کوئی ہمدردی نہیں ہوگی۔ مشرقی پنجاب میں مسلمانوں کے اتنی تعداد میں قتل ہونے کی وجہ ہی یہی تھی کہ انہوں نے اپنی جگہوں کو چھوڑ دیا۔ اگر وہ میری بات مان لیتے اور اپنی جگہوں کو نہ چھوڑتے تو اِس قدر قتل و غارت نہ ہوتی۔ بے شک بعد میں امن ہوجانے پر ہجرت کر لیتے۔ ہجرت ہم نے بھی کی۔ لیکن چونکہ ہم نے قادیان کو فتنہ کے وقت چھوڑا نہیں اس لیے ہم امن ہونے پر خیریت سے یہاں آ گئے۔

پس یاد رکھو کہ اگر آپ لوگوں نے اپنی جگہ چھوڑیں تو ہمیں آپ سے کوئی ہمدردی نہیں ہوگی۔ یہ نہیں کہ تم اپنی جگہ چھوڑ کر یہاں آ جاؤ اور پھر دریافت کرو کہ اب ہم کیا کریں اگر ایسا ہوا تو ہم یہی کہیں گے کہ جس شخص کے مشورہ پر تم نے یہ فعل کیا ہے اُس سے اب بھی مشورہ لو۔ ہم تو صرف ایک بات جانتے ہیں کہ مومن منظّم ہوتا ہے۔ وہ سیسہ پگھلائی ہوئی دیوار کی طرح مضبوط ہوتا ہے۔ سیسہ پگھلائی ہوئی دیوار کو کوئی توڑ نہیں سکتا۔ اگر وہ ٹوٹتی ہے تو اکٹھی ٹوٹتی ہے۔ پس تم اپنی جگہ کو مت چھوڑو۔ آپس میں مشورہ کرو اور مرکز میں اپنی تجاویز پہنچاؤ۔ تم اندازہ لگاؤ کہ کس حد تک گورنمنٹ کے حکام تمہاری حفاظت کرنے کے لیے تیار ہیں۔ اور اگر کوئی کمزوری باقی رہ جاتی ہے تو سوچو کہ دشمن کے حملہ کی صورت میں جماعت کیا کرے گی۔ مثلاً کیا وہ محلّہ میں ایک جگہ جمع ہو جائے گی۔ یا کونسی صورت ہے جسے وہ اختیار کرے گی۔ پھر جو مشورے ہوں انہیں یہاں لے کر آؤ۔ ڈاک کے ذریعہ اطلاع بھیجنا فضول اور لغو ہے۔ ڈاکخانے ہماری ڈاک ضائع کر دیتے ہیں۔ محکمہ ڈاک کے بعض ملازمین اتنے بے ایمان ہیں کہ وہ روٹیاں تو سرکار کی کھاتے ہیں اور نوکر احرار کے ہیں۔ اگر آپ لوگوں کی ڈاک پہنچ بھی گئی تو پھر غالباً مرکز کا مشورہ جماعت تک نہیں پہنچے گا۔ جماعتوں کے نمائندے خود آئیں اور ناظر صاحب امور عامہ اور ناظر صاحب دعوۃ وتبلیغ سے مشورہ کریں۔ اور پھر اُس مشورہ پر عمل کریں اور دعائیں کریں۔

یاد رکھو اگر تم نے احمدیت کو سچا سمجھ کر ماننا ہے تو تمہیں یقین رکھنا چاہیے کہ احمدیت خدا تعالیٰ کی قائم کی ہوئی ہے۔ موُدودی، احراری اور اُن کے ساتھی اگر احمدیت سے ٹکرائیں گے تو اُن کا حال اُس شخص کا سا ہوگا جو پہاڑ سے ٹکراتا ہے۔ اگر یہ لوگ جیت گئے تو ہم جھوٹے ہیں۔ لیکن اگر ہم سچے ہیں تو یہی لوگ ہاریں گے۔ اِنْشَاءَ اللّٰہُ تَعَالیٰ وَ بِاللّٰہِ التَّوْفِیْق."

میں مکرّر احباب کو پھر توجہ دلاتا ہوں کہ یہ فتنہ احمدیہ انجمن اشاعتِ اسلام لاہور سے تعلق رکھنے والوں کے لیے بھی ویسا ہی خطرناک ہے جیسا ہمارے لئے۔ اِس لئے اُن سے بھی جہاں جہاں وہ ہوں مشورہ کریں اور اپنی حفاظت کی سکیم میں اُن کو بھی شامل کریں اور اُن کی حفاظت بھی پورے اخلاص اور جذبہ سے کریں۔ خدا تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔"

(الفضل 15 فروری 1953ء)